قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے؟

ہر سوچنے والے انسان کے ذہن میں یہ سوال ضرور اٹھتا ہے کہ بانی پاکستان' اپنے تراشے ہوئے ملک کو کیسا بنانا چاہتے تھے؟ کیسا دیکھنا چاہتے تھے؟ یہ سوال حد درجہ سنجیدہ ہے۔ 'تسلیم کیجئے یا نہ کیجئے۔ نئی نسل اور پرانی نسل کے ان گنت افراد' اپنے ملک کی تشکیل کے متعلق ابہام کا شکار ہیں۔ یہ ان کا قصور نہیں۔ سرکاری اور غیر سرکاری سرپرستی میں' جناح صاحب پر ہم نے عقیدت کا ایسا غلاف چڑھا دیا ہے' جسے چاک کر کے دلیل پر' بنیادی سوالات پوچھنے کی ممانعت سی ہے۔ زمینی حقائق کے مطابق عرض کر رہا ہوں۔ جسے بڑے جہاندیدہ لوگ بھی دبے لفظوں میں بیان کرتے نظر آتے ہیں کہ پاکستان بنا کر مسلمانوں کی قوت کو برصغیر میں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہ نظریہ بہت سے لبرل لوگ سرعام زیر بحث کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر کوئی پلٹ کر اس عظیم شخص کے فرمودات اور پالیسی تقاریر کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جو ان گرہوں کو کھولنے میں مدد کر سکتی ہیں۔ انسانی ذہن کے تمام شبے تو دور نہیں کیے جا سکتے۔ مگر ڈاکٹر حمید رضا صدیقی نے ان سوالات کا جواب دینے کی کامیاب جدوجہد کی ہے۔ ان کی لکھی ہوئی کتاب میں قائداعظم ہی کی زبانی' یہ سمجھانے کی کاوش کی گئی ہے کہ وہ اس عظیم ملک کو کیسا دیکھنا چاہتے تھے۔ جب برادر علامہ عبدالستار عاصم نے یہ کتاب بھجوائی تو میں مبہوت سا رہ گیا۔ میرے اپنے ذہن میں کئی ایسے معاملے تھے' جس کا جواب تلاش کرتے کرتے عمر گزر گئی ہے۔ مگر ڈاکٹر صدیقی اور علامہ صاحب نے قائد کی تقاریر سے جواب کشید کر کے لوگوں کے سامنے رکھے ہیں۔ دیکھا جائے' تو آسان زبان میں خمار علم سے بالاتر ہو کر' لوگوں کی فکری رہنمائی کی ہے کہ معمار پاکستان ملک کو کس سانچے میں ڈھلتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ یہ الگ بحث ہے کہ اس عظیم شخص کی بتائی ہوئی دانا باتوں پر عمل ہوا یا نہیں۔ 136 صفحات پر مبنی اس خوبصورت کتاب کے چند اوراق آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

مسلم ریاست کے خدوخال: 1945ء کے اپنے پیغام عید میں آپ نے فرمایا: ''جاہلوں کی بات الگ ہے ورنہ ہر کوئی جانتا ہے کہ قرآن مسلمان کا ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے۔ مذہبی' سماجی' شہری' کاروباری' فوجی' عدالتی' تعزیراتی' اور قانونی ضابطہ حیات' جو مذہبی تقریبات سے لے کر روزمرہ زندگی کے معاملات تک' روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک' تمام افراد سے لے کر ایک فرد کے حقوق تک' اخلاق سے لے کر جرم تک اس دنیا میں جزا و سزا سے لے کر اگلے جہاں کی سزا و جزا تک کی حد بندی کرتا ہے''۔

جہاں تک سیاسی نظام کا تعلق ہے انہوں نے 8 نومبر 1845ء کو کہا تھا: ''سیاسی طور پر پاکستان ایک جمہوری ریاست ہوگا۔ یہ ایک مسلمان ریاست ہوگی جس میں کسی بھی فرقہ کے مابین کوئی معاشرتی' سماجی دیواریں حائل نہیں ہوں گی۔ ہم مسلمان انسانی مساوات اور برادری کے بنیادی اصولوں پر یقین رکھتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں''۔

اسی موضوع پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے قائداعظم نے پاکستان بننے کے بعد 26 مارچ 1948ء کو چاندگام میں ایک عام استقبالیے میں تقریر کرتے ہوئے کہا: ''جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی تعمیر سماجی انصاف اور اسلامی اشتراکیت کی مضبوط بنیادوں پر ہونی چاہیے' جن میں اخوت و مساوات پر زور دیا گیا ہے تو آپ میرے اور لاکھوں مسلمانوں ہی کے جذبے کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اسی طرح جب آپ سب کے لئے مساوی مواقع مانگتے اور ان کی تمنا کرتے ہیں تو آپ میرے ہی خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ترقی کے ان مقاصد کے بارے میں ہمارے ہاں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اسی لئے کیا تھا۔ اس کی خاطر جدوجہد کی تھی اور اسے حاصل بھی کیا تھا کہ اپنے معاملات کو اپنی روایات اور اپنے دل و دماغ کے مطابق انجام دینے میں جسمانی اور روحانی طور پر آزاد ہوں''۔

14 جولائی 1947ء کو ایک اخباری کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: ''جب آپ جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو مجھے شبہ ہوتا ہے کہ آپ نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا۔ ہم نے جمہوریت تیرہ سو سال پہلے سیکھ لی تھی''۔

جمہوریت: پاکستان کے مرکزی نظام کے بارے میں انہوں نے 1946ء میں رائٹر کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا'' پاکستان کا طرز حکومت جمہوری ہوگا۔ اس کی پارلیمنٹ اور اس کی وزارت دونوں ہی رائے دہندگان اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوں گی' جس میں کسی ذات' نسل یا فرقے کی تفریق نہیں کی جائے گی اور عوام ہی اپنی حکومت کی پالیسی اور پروگرام کے متعلق آخری فیصلہ کریں گے''۔

جمہوریت اور سیاسی مساوات کا جو تصور قائداعظم کے ذہن میں تھا' اس کا اندازہ دو واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔ سر محمد یامین خان لکھتے ہیں: ''دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ ہو رہا تھا۔ ایک خوشامدی نے نعرہ لگایا شاہ پاکستان زندہ باد۔ قائداعظم خوش ہونے کی بجائے فوراً بولے: دیکھئے آپ کو اس قسم کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ پاکستان میں کوئی بادشاہ نہیں ہوگا۔ وہ مسلمانوں کی ری پبلک ہوگی' جہاں سب مسلمان برابر ہوں گے' ایک کو دوسرے پر فوقیت نہیں ہوگی''۔

دوسرے واقعہ کا تعلق بمبئی سے ہے۔ 25 دسمبر 1945ء کو مسلمانان بمبئی نے قائداعظم کی انہترویں سالگرہ دھوم دھام سے منائی۔ اس موقع پر مسلم اکثریتی علاقے خوب سجائے گئے' سڑکوں' گلیوں' اور محلوں میں محرابیں بنائی گئیں' جگہ جگہ قائداعظم کی قدآدم تصویریں لگائی گئی تھیں۔ جے جے ہسپتال کے قریب ایک آرائشی محراب پر قائداعظم کی ایک بہت بڑی تصویر لگی ہوئی تھی جس کے نیچے لکھا تھا: ''شہنشاہ پاکستان زندہ باد''۔ قائداعظم اپنی بہن فاطمہ جناح کے ہمراہ یہاں سے گزرے۔ اس تصویر پر نظر پڑی تو فوراً ڈرائیور کو حکم دیا گاڑی روکو۔ کار رکی تو پل بھر میں ہزاروں مسلمان ان کے گرد جمع ہو گئے۔ قائداعظم نے ان سے پوچھا یہ تصویر کس نے لگائی ہے۔ مجمع میں سے یہ آواز آئی کہ ہم نے۔ قائداعظم کے لہجے میں اگرچہ قدرے برہمی تھی لیکن مسکراتے ہوئے کہا کہ یہ تصویر آپ فوراً اتار دیں۔ اگر آپ یہ تصویر نہ ہٹانا چاہیں تو یہ عبارت مٹا دیں جو اس کے نیچے لکھی ہے۔ بس پاکستان زندہ باد کافی ہے۔ انہوں نے اپنے شیدائیوں کو سمجھاتے ہوئے کہا: ''پاکستان ایک جمہوری ملک ہوگا۔ ہم جس پاکستان کے لئے لڑ رہے ہیں اس میں کسی بادشاہ اور شہنشاہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی''۔

اقتصادی پالیسی: 27 اپریل 1948ء کو کراچی چیمبرز آف کامرس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہا تھا: ''میں آپ کی توجہ حکومت پاکستان کی اس خواہش پر مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ملک کو صنعتی بنانے کے ہر مرحلے پر نجی سرمایہ کاری کو شریک عمل ضرور رکھا جائے۔ حکومت نے اپنے انتظام و انصرام میں جن صنعتوں کو لے رکھا ہے' ان میں جنگی نومیت کا اسلحہ' برقابی طاقت کی افزائش' ریلوے کے ڈبے بنانا' ٹیلی فون تار اور بے تار برقی کے آلات بنانا شامل ہیں۔ دوسری تمام صنعتی سرگرمیاں نجی سرمائے کے لئے کھلی رکھی گئی ہیں' جیسے وہ ہر سہولت دی جائے گی جو ایک حکومت صنعت کے قیام اور ترقی کے لئے دے سکتی ہے۔''

21 مارچ 1948ء کو اپنی ایک تقریر میں پاکستان کے اس عظیم قائد نے کہا کہ ''میری آرزو ہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن جائے کہ ایک بار پھر دنیا کے سامنے فاروق اعظم کے سنہری دور کی تصویر عملی طور پر کھنچ جائے۔ خدا میری اس آرزو کو پورا کرے''۔ اپنی اسی تقریر میں آگے چل کر وہ کہتے ہیں: ''پاکستان غریبوں کا ملک ہے۔ اس پر غریبوں ہی کو حکومت کا حق حاصل ہے۔ پاکستان میں ہر شخص کا معیار زندگی اتنا بلند کر دیا جائے گا کہ غریب و امیر میں کوئی فرق باقی نہ رہے گا۔ پاکستان کا اقتصادی نظام اسلام کے غیر فانی اصولوں پر ترتیب دیا جائے گا یعنی ان اصولوں پر جنہوں نے غلاموں کو تخت و تاج کا مالک بنا دیا''۔

قائداعظم اس بات کے شدت سے خواہش مند تھے کہ پاکستان کا اقتصادی نظام اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: ''اسٹیٹ بینک آف پاکستان مملکت کے لئے ایک ایسا ٹھوس اقتصادی نظام تیار کرے گا جو اسلامی اصولوں کے مطابق ہوگا''۔ اس اعلیٰ کتاب میں درج فرمودات کو پڑھ کر غمگین ہو گیا ہوں۔ کیونکہ آج کا پاکستان تو قائداعظم کی فکر سے کافی دور نظر آتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ میری غلط سوچ ہو؟